اے مہ جبیں مہر مبیں مطلع انوار
میں سر کے ترے بل گیا
محفل میں پری زادوں کی ہر ایک طرحدار
آگے سے تیری ٹل گیا

اے بحر سخا معدن الطاف وعنایات
کیا کہتا تری بات
دعوت کا شجر گلشن حق دین کا گلزار
محنت سے تری پھل گیا

یہ دین کا سردار ہے اور صاحب وافسر
کر دے گا قلم سر
ہاں رستم دستان خبردار خبردار
گر ہاتھ کوئی چل گیا

محفل میں تری اے شہ دیں ماہ منور
سلطان سکندر
آداب بجا لا کے بصد عجز کئی بار
رومال کے تئیں جھل گیا

اے ضیغم دیں شیر نیستان شجاعت
با شوکت وصولت
نعرہ کیا تو نے جوں ہی میدان میں للکار
اندر سے جگر ہل گیا

ہے شہرہء آفاق ہوئی تیری شجاعت
اے صاحب ہمت
بخشش سے تیری فیض کے اے قلزم زخار
ہر ایک بشر پل گیا

تازہ ہے ترے دوستوں کا نخل تمنا
مثل گل رعنا
اور صرصر آفات سے یکدم میں ہو مسمار
اعدا کا چمن جل گیا

دعوت کے خیابان میں بس اے شہ والا
تیرا قد بالا
پھندے میں محبت کے مجھے کر کے گرفتار
اس دل کو مری چھل گیا

پیدا ہوا افواج مخالف میں تزلزل
جس دم بتجمل
گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے باندھے ہوئے ہتھیار
لشکر کا ترے دل گیا

عالم میں معزز ہوا وہ مؤمن دیندار
گر صدق سے اک بار
قدموں پہ شہ دین کے کر سر کو نگوں سار
آنکھو کے تئیں مل گیا

ہے عشق ترا دل میں ہمارے متمکن
کیا رات ہو کیا دن
جس میں کہ نہ ہو یاد ترے اے شہ ابرار
ایسا نہ کوئی پل گیا

یہ مدح ہے انداز سے احمد کے بہت دور
اے شاہ دیں پر نور
فرمائش احباب سے کہنا پڑا نا چار
میں سر کے ترے بل گیا